ثابت ہوتا ہے باپ چچا تایا خالہ ماموں بھانجا بھتیجا وغیرہ یہ تمام تعلقات جیسے ولادت سے ثابت ہوتے ہیں ویسے رضاعت سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ پس سوال کی صورت میں رشتہ جائز نہیں اگر پہلے ہو چکا ہو تو جدائی کرا دی جائے چنانچہ مشکوٰۃ کے اسی باب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے بعد ایک مرد عورت میں جدائی کا ارشاد فرمایا۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

رضاعت کا بیان

رضاعت کی تعریف

سوال، رضاعت کسے کہتے ہیں؟

جواب، مسئلہ رضاعت کی بابت یہاں کئی اختلاف ہیں۔

(اختلاف اول) پہلا اختلاف یہ ہے کہ صرف پستان سے دودھ چوسنے سے حرمت ثابت ہوگی یا برتن میں ڈال کر پلانے سے یا ڈاٹ کر چمچے وغیرہ کے ذریعہ منہ میں ڈالنے سے یا ناک میں ٹپکانے سے یا حقنہ کرنے سے یا کسی دوائی میں دینے سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام کے صلا۲۱ میں لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں جب بدن کی غذا بن جائے خواہ کسی طرح بن جائے۔ اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ حنفیہ اور ہدویہ کہتے ہیں حقنہ سے حرمت ثابت نہیں ہوگی گویا کہ وہ رضاعت کے لفظ کو دیکھتے ہیں جیسے اہل ظاہر کا بھی یہی خیال ہے وہ کہتے ہیں۔ رضاعت کے معنی پستان سے دودھ چوسنے کے ہیں پس پستان سے دودھ چوسے تو حرمت ثابت ہوگی۔ ورنہ نہیں۔ لیکن حنفیہ کہتے ہیں منہ میں ڈالنا اور ناک میں ٹپکانا بھی پستان سے چوسنے کے حکم میں ہے صرف حقنہ سے حرمت ثابت نہیں ہوگی اور اہل ظاہر کہتے ہیں منہ میں ڈالنے، ناک میں ٹپکانے بلکہ برتن میں ڈال کر پینے سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوگی صرف پستان سے چوسنے سے حرمت ثابت ہوگی کیونکہ رضاعت کے یہی معنیٰ ہیں۔

جمہور علماء کی دلیل ترمذی اور ابوداؤد کی احادیث ہیں۔ ترمذی میں ہے۔

لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ اِلَّا مَا فَتَقَ الْاَمْعَاءَ (بلوغ المرام)

جو رضاعت آنتوں کو پھاڑ دے یعنی جس رضاعت سے دودھ سے آنتیں بھر کر ایک دوسری سے جُدا ہو جائیں اس سے حرمت ثابت ہوتی ہے ابوداؤد میں ہے۔ لَا رَضَاعَ اِلَّا مَا اَنْشَزَ الْعَظْمَ وَاَنْبَتَ اللَّحْمَ (بلوغ المرام) یعنی معتبر رضاعت وہ ہے جو ہڈیاں پیدا کرے اور گوشت اگائے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مقصود رضاعت سے بدن میں گوشت پوست پیدا ہونا ہے۔ پس جس طریق سے گوشت پوست پیدا ہو خواہ پستان سے چوسنے سے ہو یا منہ میں ڈالنے یا ناک میں ٹپکانے یا حقنہ وغیرہ کرنے سے ہو یاں سب صورتوں میں حرمت ثابت ہو جائے گی۔

اختلاف دوم: دوسرا اختلاف یہ ہے کہ ایک دفعہ پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی یا اس کے لئے کوئی تعداد مقرر ہے اس میں تین مذہب ہیں۔

اوّل۔ حنفیہ وغیرہ کہتے ہیں۔ اس کے لئے کوئی تعداد مقرر نہیں۔ ایک دفعہ سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے زیادہ سے بھی حضرت علیؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ، امام ثوریؒ، اہلبیتؓ امام مالکؒ زید بن اوسؒ، سعید بن مسیبؒ حسنؒ زہریؒ قتادہؒ، حکمؒ حمادؒ، اوزاعیؒ ان سب کا یہی مذہب ہے بلکہ جمہور علماء اس طرف گئے ہیں اور مغربی نے اپنی کتاب بدر میں لیث بن سعد سے نقل کیا ہے کہ اس پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے مگر یہ نقل غلط ہے کیونکہ ابن قیمؒ نے لیث بن سعد سے نقل کیا ہے کہ کم سے کم پانچ دفعہ پینے سے حرمت ثابت ہوگی۔ اگر ان کے خیال میں تعداد نہ مقرر ہونے پر اجماع ہوتا تو خود اجماع کا خلاف کرکے پانچ دفعہ کی تعداد کے کس طرح قائل ہوئے۔ ان لوگوں کی دلیل قرآن مجید کی آیت ہے۔ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ یعنی دودھ کی مائیں اور بہنیں تم پر حرام ہیں۔ اس آیت میں مطلق فرمایا ہے۔ تعداد کوئی مقرر نہیں کی اس طرح اوپر کی دونوں حدیثوں ترمذی اور ابوداؤد میں مطلق فرمایا ہے تعداد کوئی ذکر نہیں کی۔ اس قسم کی اور احادیث بھی آئی ہیں۔ جو مطلق ہیں پس معلوم ہوا کہ خواہ ایک دفعہ پیئے یا زیادہ حرمت ثابت ہو جائے گی۔

(دوم) امام داؤد اور ان کی جماعت اور دیگر بعض علماء کہتے ہیں تین دفعہ یا زیادہ پینے سے حرمت ثابت ہو گی اس سے کم کا اعتبار نہیں۔ دلیل مسلم وغیرہ کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ (منتقی) ایک دفعہ چوسنا یا دو دفعہ چوسنا حرمت پیدا نہیں کرتا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ لَا تُحَرِّمُ الْاِمْلَاجَةُ وَالْاِمْلَاجَتَانِ (منتقی) ایک دفعہ پستان منہ میں

دینا اور دو دفعہ دینا حرمت پیدا نہیں کرتا۔

غرض اس قسم کی حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ ان حدیثوں میں ایک، دفعہ دو دفعہ کی نفی کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دفعہ یا زیادہ سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔

(سوم) بہت سے علماء کہتے ہیں پانچ کی تعداد مقرر ہے۔ اگر اس سے کم ہے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، عطاءؒ، طاؤسؒ، سعید بن جبیرؒ، عروہ بن زبیرؒ، لیث بن سعدؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ ظاہر روایت میں امام اسحٰق اور حزم اور دیگر ایک جماعت علماء کا یہی مذہب ہے اور حضرت علیؓ کے دو قول ہیں ایک پہلے مذہب کے موافق ہے یعنی کوئی تعداد مقرر نہیں کرتے۔ ایک اس کے موافق ہے یعنی کم سے کم پانچ کی حد رکھی ہے ان لوگوں کے دلائل بہت سی روایات ہیں ان سے دو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مسلم وغیرہ میں ہے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ پہلے قرآن میں دس کی تعداد تھی پھر پانچ کی اتر آئی دس میں سے پانچ منسوخ ہو کر رہ گئیں۔ اس مذہب والے کہتے ہیں اگرچہ پانچ کی آیت قرآن مجید میں موجود نہیں، مگر حکم باقی ہے جیسے رجم زانی کی آیت موجود نہیں، مگر حکم باقی ہے (منتقیٰ)

(۲) مسند احمد میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحذیفہؓ کی بیوی کو کہا کہ تو سالم کو دودھ پلا دے۔ اس نے سالم کو پانچ دفعہ دودھ پلا دیا اس سے وہ اس پر داخل ہونے لگا۔ مسند احمد اور موطا میں ہے ابوحذیفہؓ نے سالم کو متبنیٰ بیٹا بنایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ یعنی بیٹا بنانے سے کوئی بیٹا نہیں بنتا تو ابوحذیفہؓ کی بیوی سہلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ ہم سالم کو بیٹا سمجھتے ہیں مجھے سادگی کی حالت میں دیکھتا تھا۔ یعنی میں اس سے پردہ نہیں کرتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی ہے فرمایا سالم کو پانچ دفعہ دودھ پلا دے پس اس سے سالم اس کی اولاد کے حکم میں ہو گیا (منتقیٰ)

مسلم میں ہے ابوحذیفہؓ کی بیوی سہلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ! سالم جوان ہو گیا ہے فرمایا اس کو دودھ پلا دے تو اس پر حرام ہو جائے گی۔ (بلوغ المرام)

ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ پانچ ادنیٰ حد ہے اس سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی قرآن مجید میں اور بعض احادیث میں اگرچہ مطلق فرمایا ہے لیکن ان حدیثوں نے اس کی تشریح کر دی کہ مراد پانچ دفعہ ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے قرآن مجید میں ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا (پ) اے ایمان والو!

رکوع کرو اور سجدہ کرو۔ حدیث نے بیان کر دیا کہ رکوع ایک ہے اور سجدے دو ہیں۔ ٹھیک اسی طرح رضاعت کے مسئلہ کو سمجھ لینا چاہیے اور جن حدیثوں میں آیا ہے کہ ایک دفعہ چوسنا اور دو دفعہ چوسنا ایک دفعہ پینا یا دو دفعہ پینا یا ایک دفعہ پستان منہ میں دینا اور دو دفعہ دینا حرام نہیں کرتا تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ تین دفعہ حرام کر دیتا ہے اگر یہ مطلب ہوتا تو اتنا کہنا کافی تھا کہ دو دفعہ حرام نہیں کرتا یوں کہنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے ہمارے محاورے میں ایک دو بولتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں میں نے اس کو ایک دو دفعہ کہا۔ ایک دو روپے دیئے جیسے اس سے تین کی تحدید نہیں سمجھی جاتی۔ اس طرح ان احادیث کا خیال کر لینا چاہیے اور اگر بالفرض تسلیم کریں کہ تین مفہوم ہوتے ہیں تو یہ مفہوم ہے صریح اور منطوق نہیں اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ مفہوم منطوق کا مقابلہ نہیں کر سکتا پس جن احادیث میں پانچ کی تصریح ہے۔ وہ ان احادیث پر مقدم ہوں گی جن سے تین مفہوم ہوتے ہیں۔ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ دلائل کی رو سے تیسرا مذہب راجح ہے اور پہلے دو مذہب کمزور ہیں۔ سبل السلام اور نیل الاوطار میں اس مسئلہ پر بہت بحث کی گئی ہے اور آخر اسی تیسرے مذہب کو راجح قرار دیا ہے ہم نے ان کی بحث کا خلاصہ لے لیا ہے اور کچھ اپنی طرف سے بھی تفصیل کی ہے۔

ایک دفعہ دودھ پینے کی تشریح

اب ایک دفعہ دودھ پینے کی تشریح بھی سنیئے نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۳۲۶ میں ہے۔

الرَّضْعَةُ هِيَ الْمَرَّةُ مِنَ الرَّضَاعِ كَضَرْبَةٍ وَجَلْسَةٍ وَأَكْلَةٍ فَمَتَى الْتَقَمَ الصَّبِيُّ الثَّدْيَ فَامْتَصَّ مِنْهُ ثُمَّ تَرَكَهُ بِاخْتِيَارِهِ بِغَيْرِ عَارِضٍ كَانَ ذٰلِكَ رَضْعَةً وَفِي الضِّيَاءِ أَنَّ الْمَصَّةَ الْوَاحِدَةَ مِنَ الْمَصِّ وَهِيَ أَخْذُ الْيَسِيرِ مِنَ الشَّيْءِ

یعنی رضعہ کے معنی ہیں ایک دفعہ دودھ پینا جیسے ضربۃ۔ جلسۃ۔ اکلۃ کے معنی ہیں ایک دفعہ مارنا۔ ایک دفعہ بیٹھنا ایک دفعہ کھانا پس بچہ ایک دفعہ پستان منہ میں لے کر چوسے پھر اپنے اختیار سے بغیر کسی عارضہ کے چھوڑ دے۔ تو یہ ایک رضعہ ہوا۔ اور ضیاء میں ہے کہ مصہ ایک دفعہ چوسنا ہے یعنی تھوڑی شے لینا۔ اسی صفحہ پر املاجہ کا معنی لکھا ہے۔ اَلْاِمْلَاجَةُ اَلْاِرْضَاعَةُ مِثْلُ الْمَصَّةِ یعنی املاجہ ایک دفعہ منہ میں پستان دینے کو کہتے ہیں۔ جیسے مصہ ایک دفعہ چوسنے کو کہتے ہیں ان عبارتوں سے رضعہ۔ مصہ۔ املاجہ کے معنی معلوم ہو گئے کہ جب بچہ ایک دفعہ پی کر خود بخود چھوڑ دے تو رضعہ۔ مصہ۔ املاجہ ہے اس طرح سے جب پانچ دفعہ دودھ پی

لے تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر پانچ سے کم پئے تو حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

اختلاف سوم: تیسرا اختلاف یہ ہے کہ رضاعت کی مدت کیا ہے بڑے کی رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے یا نہیں نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۲۵۲ میں اس میں نو مذہب ذکر کئے ہیں۔

اوّل۔ دو سال کے اندر پئے تو حرمت ثابت ہوگی ورنہ نہیں۔ دلیل ان کی کئی حدیثیں ہیں، دارقطنی میں ہے۔ لَا رَضَاعَ اِلَّا مَا کَانَ فِی الْحَوْلَیْنِ (منتقی) یعنی رضاعت دو سال کے اندر ہے بخاری و مسلم وغیرہ میں حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے۔ اِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ رضاعت بھوک سے ہے۔ یعنی رضاعت ایسی معتبر ہے جب رضاعت کے سوا کوئی اور ذریعہ بھوک کے دور ہونے کا نہ ہو سو یہ دو سال کے اندر ہے کیونکہ بعد کو انسان غذا اور خوراک کھانے لگ جاتا ہے۔

ابوداؤد میں حدیث ہے لَا رِضَاعَ اِلَّا مَا اَنْشَزَ الْعَظْمَ وَ اَنْبَتَ اللَّحْمَ (بلوغ المرام)

معتبر رضاعت وہ ہے جو ہڈیاں پیدا کرے اور گوشت اگائے یعنی جب ہڈیں پیدا ہونے کا اور گوشت اگنے کا ذریعہ صرف رضاعت ہو اس وقت کی رضاعت معتبر ہے سو یہ بھی دو سال کے اندر ہے۔ اس قسم کی احادیث بہت ہیں جن سے اس مذہب والے استدلال کرتے ہیں اور آیت کریمہ وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ سے بھی استدلال کرتے ہیں، کیونکہ اس میں مدت رضاعت کی دو سال بتائی ہے اگرچہ بعض نے کہا ہے کہ یہ مدت رضاعت نفقہ کی ہے یعنی خاوند اگر عورت کو طلاق دیدے اور عورت کی گود میں بچہ ہو تو عورت دو سال تک رضاعت کے عوض نفقہ لے سکتی ہے بعد کو نفقہ نہیں لے سکتی۔ یہ مطلب نہیں کہ دو سال کے بعد رضاعت کا زمانہ ہی نہیں لیکن یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ بعد کو نفقہ اس لئے نہیں لے سکتی کہ رضاعت کی مدت شرع میں دو سال تک ختم ہے۔ اس لئے لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ دو سال اس کے لئے ہیں، جو رضاعت کی مدت پوری کرنی چاہیے یعنی اگر والدین دو سال کے اندر دودھ چھڑانا مناسب سمجھیں جس میں بچہ کا نقصان نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اگر مدت پوری کرنا چاہیں تو دو سال ہیں۔ حضرت عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن عمرؓ، اہلبیتؓ۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام ثوریؒ، حسن بن صالحؒ، امام زفرؒ، امام محمدؒ، امام ابویوسفؒ، سعید بن مسیبؒ، ابن شبرمہؒ، امام اسحٰقؒ، امام ابوعبیدؒ، امام ابن المنذرؒ یہ سب اسی مذہب کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے۔

(دوم) دوسرا مذہب یہ ہے کہ دودھ چھڑانا حد ہے اگر دو سال کے اندر چھڑائے تو دو سال کے اندر مدتِ رضاعت ختم ہو جائے گی۔ اگر دو سال پورے کر کے چھڑائے تو مدت رضاعت دو سال ہوگی۔ حضرت ام سلمہؓ کا یہی مذہب ہے اور حضرت علیؓ سے بھی ایک روایت اس کے موافق آئی ہے۔ مگر صحت کو نہیں پہنچی اور ابن عباسؓ کے دو قول ہیں ایک پہلے مذہب کے موافق ہے ایک اس مذہب کے حسنؒ اور زہریؒ اور اوزاعیؒ عکرمہؒ قتادہؒ کا بھی یہی مذہب ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ لَا رِضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ (منتقیٰ) دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت نہیں ایک اور حدیث میں ہے۔ لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ اِلَّا مَا فَتَقَ الْاَمْعَاءَ فِى الثَّدْيِ وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ منتقیٰ وہ رضاعت حرمت پیدا کرتی ہے جو آنتوں کو پھاڑ دے اور چھاتی میں ہو اور دودھ چھڑانے سے پہلے ہو۔ اس مذہب والے اس قسم کی احادیث پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ کوئی تسلی بخش دلائل نہیں کیونکہ دودھ عموماً دو سال پورے کر کے چھڑایا جاتا ہے اس لئے دودھ چھڑانے سے مراد دو سال ہی ہیں اور چھاتی میں ہونے سے بھی یہی مراد ہے۔ کیونکہ چھاتی میں بچہ عموماً دو سال ہی دودھ پیتا ہے۔ اور یہی مراد آنتوں کے پھاڑنے سے ہے کیونکہ آنتوں کے پھاڑنے کا یہ مطلب ہے کہ دودھ سے آنتیں بھر کر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور اس غذا کے سوا اس وقت دوسری غذا نہ ہو سکے۔ اور یہ بھی عموماً دو سال کے اندر ہی ہے پس یہ احادیث درحقیقت پہلے مذہب والوں کے دلائل ہیں۔

(سوم) تیسرا مذہب یہ ہے کہ بچپن میں پیئے تو حرمت ثابت ہوتی ہے اور بچپن کی کوئی خاص حد مقرر نہیں۔ بلکہ جس کو عام طور پر عرف میں بچپن کہتے ہیں۔ وہ مراد ہے۔ حضرت عائشہؓ کے سوا باقی ازواج مطہرات سے یہ روایت ہے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی ایک روایت اس کے موافق آئی ہے اور سعید بن مسیبؒ کا بھی ایک قول اس کے موافق ہے۔ لیکن یہ مذہب درحقیقت پہلے مذہب والوں کی طرف لوٹتا ہے۔ کیونکہ بچپن سے مراد ان کی وہی دو سال ہیں۔ ورنہ مطلق بچپن تو بلوغ تک چلا جاتا ہے اور ایسی کوئی روایت نہیں۔ جس میں یہ ذکر ہو کہ بلوغت تک رضاعت معتبر ہے بعد کو نہیں۔

(چہارم) چوتھا مذہب مدت رضاعت اڑھائی سال ہے امام زفرؒ اسی کے قائل ہیں اور ایک روایت امام ابوحنیفہؒ سے بھی اس کے موافق آئی ہے دلیل ان کی یہ آیت کریمہ ہے۔ حَمْلُهٗ وَ فِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ حمل بھی تیس ماہ ہے اور دودھ چھڑانا بھی تیس ماہ میں ہے۔ لیکن یہ ترجمہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ حمل کی مدت دو سال ہے بلکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حمل اور دودھ چھڑانا

دونوں کی مدت تیس ماہ ہے حمل کی ادنیٰ مدت چھ ماہ ہے اور دودھ چھڑانے کی چوبیس ماہ (دو سال) ہے پس یہ کل تیس ماہ ہوئے صحابہؓ سے یہ تفسیر مروی ہے۔ ملاحظہ ہو ابن کثیر وغیرہ۔

(پنجم) پانچواں مذہب یہ کہ دو سال اور دو سال کے قریب مدت رضاعت ہے امام مالکؒ سے ایک روایت اس قسم کی آئی ہے۔ دلیل اس کی قیاس ہے وہ یہ کہ دو سال تو حدیث میں آگئے اور کچھ تھوڑا بہت اوپر ہو جائے تو عرفاً وہ بھی دو ہی سال سمجھے جاتے ہیں لیکن حدیث پر زیادتی ٹھیک نہیں۔ اس لئے راجح قول امام مالکؒ کا وہی ہے جو پہلے مذہب کے موافق ذکر ہو چکا ہے۔

(ششم) چھٹا مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت تین سال ہے ایک جماعت اہل کوفہ سے یہ مروی ہے اور حسن بن صالح سے بھی اس کے موافق ایک روایت آئی ہے دلیل ان کی وہی ہے۔ جو چوتھے مذہب والوں کی ہے چھ ماہ اس لئے زیادہ کئے ہیں کہ اڑھائی سال جب دودھ کے ہوئے تو اڑھائی سال عورت کو حمل سے بچانا چاہیئے تاکہ بچہ کی رضاعت خاطر خواہ پوری ہو اور اڑھائی سال کے بعد حمل ہو تو چھ ماہ تک دودھ پھر بھی اُتر سکتا ہے اس لئے یہ چھ ماہ بھی گویا رضاعت کے ہوئے اس طرح سے تین سال ہو گئے لیکن چوتھے مذہب کا ضعف واضح ہو چکا ہے اس لئے اس کا بھی اعتبار نہ رہا۔ نیز آیت سے مدت رضاعت اڑھائی سال لے کر پھر اپنی رائے سے چھ ماہ اور زیادہ کرنے یہ کتاب اللہ کی تحریف ہے۔

(ہفتم) ساتواں مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت سات سال ہے یہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز تابعی سے مروی ہے شاید انہوں نے نماز کا لحاظ کیا ہے۔ ساتویں سال نماز کے حکم دینے کا ارشاد ہے تو گویا سات سال کا ہو کر بچپن میں شامل ہے لیکن یہ قیاس بہت دور ہے۔ رضاعت کو نماز سے کیا تعلق؟ نماز تمیز سے تعلق رکھتی ہے اور رضاعت دودھ کے غذا بننے سے۔

(ہشتم) آٹھواں مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت دو سال بارہ دن ہے۔ یہ ربیعہ سے روایت ہے اس کی دلیل وہی ہے جو پانچویں مذہب کی ہے بارہ دن معین کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بہت دفعہ نصف یا نصف سے زائد شے کا حکم پوری شے کا ہوتا ہے جیسے قربانی میں نصف یا نصف سے زائد کان کٹا ہو یا سینگ ٹوٹا ہو تو قربانی نہیں لگتی تو اس اعتبار سے پندرہ دن اور زائد پورے ماہ کے حکم میں ہوئے اور سال مہینوں سے مرکب ہوتا ہے تو پندرہ دن یا اوپر ملا کر پچیس ماہ ہو جائیں گے جو دو سال شمار نہیں ہو سکتے۔ اگر بارہ دن ہوں گے تو یہ الگ مہینہ شمار ہونے کے قابل نہیں۔ اس صورت میں یہ مدت دو سال سے زائد نہیں سمجھی جائے گی۔

تیرہ دن اور چودہ دن بھی اسی حکم میں ہیں لیکن ان کو نصف کے قریب سمجھ کر بارہ پر مدار رکھا۔ لیکن اس قسم کے تکلفات فضول ہیں۔ جو قرآن وحدیث میں صراحۃً آگیا۔ اسی پر مدار رکھنا چاہیئے سو وہ پہلا مذہب علہ ہے۔

(نہم) نواں مذہب بعینہ پہلا مذہب ہے۔ مگر یہ اتنا زیادہ کرتے ہیں، کہ ضرورت کے موقع پر بڑے کی رضاعت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ مثلاً کوئی لڑکا گھر ہی میں پلا ہے اس سے پردہ ہونا مشکل ہے یا کوئی ہروقت کاروبار کے لئے اندر باہر آتا جاتا ہے اس سے پردہ کرنے میں دقت ہے یا کسی لڑکے کی بابت کسی عورت کا ارادہ ہے کہ میں خود اس کی علمی پرورش کروں یا خود اس سے پڑھوں یا اس قسم کی کوئی ضرورت ہو تو ایسے موقع پر اس کو پانچ دفعہ دودھ پلا کر اس کو اپنا محرم بنا سکتی ہے خواہ بالغ ہو دلیل اس کی وہی روایات ہیں۔ جو اختلاف دوم کے مذہب سوم میں گذر چکی ہیں۔ جن میں ذکر ہے کہ ابو حذیفہ رض کی بیوی سہلہ نے سالم کو دودھ پلایا حالانکہ وہ بالغ تھا۔ مسند احمد اور مسلم میں ہے کہ حضرت ام سلمہ رض نے حضرت عائشہ رض کو کہا تجھ پر ایک نوجوان لڑکا داخل ہوتا ہے میں دوست نہیں رکھتی کہ مجھ پر یہ لڑکا داخل ہو۔ حضرت عائشہ رض نے جواب دیا کیا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھی اقتداء نہیں۔ ابو حذیفہ رض کی بیوی نے کہا یا رسول اللہ! سالم بالغ ہے وہ مجھ پر داخل ہوتا ہے اور ابو حذیفہ رض کچھ غیرت کرتے ہیں۔ فرمایا سالم کو دودھ پلا دے تاکہ وہ تجھ پر داخل ہو۔ اور ایک روایت میں ہے «بیویوں نے کہا یہ خاص سالم کے لئے رخصت تھی۔ ہم ایسی رضاعت کے ساتھ کسی کو اپنے اوپر داخل نہیں ہونے دیں گی۔ نہ ہمیں کوئی ایسی رضاعت کے ساتھ دیکھ سکتا ہے۔ (منتقی)»

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باقی بیویوں کو سالم کے واقعہ میں یہی شبہ تھا کہ یہ سالم کا خاصہ ہے بعض نے جو یہ کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے غلط ہے اگر منسوخ ہوتی تو باقی بیویاں حضرت عائشہ رض کو یہ جواب ضرور دیتیں۔ رہی یہ بات کہ باقی بیویوں کا خاصہ ہونے کا شبہ صحیح ہے یا نہیں تو اس کی بابت عرض ہے کہ یہ شبہ صحیح نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بغیر خاصہ ثابت نہیں ہوتا۔

نیل الاوطار جلد ۶ ص ۱۵۱ میں ہے کہ ابو بردہ رض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا چھوٹا بچہ قربانی کرنے کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ تیرے بعد کسی کے لئے جائز نہیں اسی طرح خذیمہ رض کو ایک

علہ باستثناء رضاعت کبیر جیسے نویں مذہب میں آتا ہے۔ ۱۱

مقدمہ میں فرمایا کہ تیرے اکیلے کی شہادت دو کے قائم مقام ہے تو جب تک اس طرح سے آپ خصوصیت نہ کریں، خاصہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے حضرت عائشہ رض نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ اور برابر ایسی رضاعت کے ساتھ داخل ہونے کی اجازت دیتی رہیں۔

سبل السلام کے ص۱۲۱ میں بحوالہ موطا ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رض جب کسی کو اپنے اوپر داخل کرنا چاہتیں تو اپنی ہمشیرہ ام کلثوم کو اور اپنی بھتیجیوں کو حکم دیتیں کہ اس کو دودھ پلائیں۔ نیل الاوطار جلد ۶ ص۳۱۵ میں ہے کہ حضرت علی رض کا بھی یہی مذہب ہے ابن عبد البر نے حضرت علی رض سے اس کا انکار نقل کیا ہے لیکن ابن حزم رح نے اس کو حضرت علی رض کا مذہب قرار دیا ہے اور عروہ بن زبیر رح۔ عطا بن ابی رباح رح لیث بن سعد رح اور ابن علیہ رح کا بھی یہی مذہب ہے امام نووی رح نے کہا ہے امام داؤد ظاہری بھی اسی طرف گئے ہیں اور ابن حزم رح کا بھی یہی مذہب ہے۔

جن حدیثوں سے رضاعت کی مدت دو سال ثابت ہوتی ہے ان سے بعض حضرت عائشہ رض سے مروی ہیں۔ جیسے یہ حدیث اِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ چنانچہ پہلے مذہب میں گزر چکی ہے پھر باوجود اس کے حضرت عائشہ رض رضاعت کبیر کو جائز رکھتی ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل مدت رضاعت دو سال ہے مگر جب ضرورت ہو تو رضاعت کبیر بھی ثابت ہو جاتی ہے، سبل السلام جلد ۲ ص۱۲۲ میں اور نیل الاوطار جلد ۶ ص۱۵۲ میں ابن تیمیہ رح یہ تقریر نقل کرکے کہ اصل مدت رضاعت دو سال ہے مگر ضرورت کے وقت رضاعت کبیر بھی ثابت ہو جاتی ہے" کہا ہے کہ یہ نہایت عمدہ ہے اور راجح ہے اس سے تمام احادیث میں موافقت ہو جاتی ہے یعنی سالم کے واقعہ کو ضرورت پر عمل کر دیا جائے۔ جب کسی سے بوجہ کسی ضرورت کے پردہ مشکل ہو تو ایسے موقع پر بڑے کی رضاعت بھی ثابت ہو جائے گی۔ اور عام طور پر مدت رضاعت کے لئے دو سال کی شرط ہوگی یہ نہایت اچھا فیصلہ ہے جس میں تمام خدشات رفع ہو جاتے ہیں اور کسی قسم کا تردد یا کھٹکا دل میں باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ جو لوگ مطلقاً رضاعت کبیر کے قائل ہیں ان کے مذہب پر وہ احادیث چھوٹ جاتی ہیں، جن سے مدت رضاعت دو سال ثابت ہوتی ہے اور جو رضاعت کبیر کے بالکل منکر ہیں ان کے مذہب پر سالم کے واقعہ کی روایات رہ جاتی ہیں۔ اگر اس فیصلہ پر عمل کیا جائے۔ تو ہر حدیث اپنی اپنی جگہ قابل عمل رہتی ہے۔

یہاں تک تین اختلافات کی تفصیل ہوئی ہے۔ اختلافات تو اور بھی ہیں لیکن سوالات کے جوابات

میں یہ تین ہی کافی ہیں اس لئے اب ہم انہی پر اکتفاء کر کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔

سوال :۔ رضاعت کسے کہتے ہیں؟

جواب :۔ رضاعت کے معنی قاموس منجد وغیرہ میں یہ لکھے ہیں۔ کہ پستان سے دودھ کا چوسنا لیکن برتن میں ڈال کر پینا یا چمچے وغیرہ سے منہ میں ڈالنا یا ناک میں ٹپکانا یا حقنہ کرنا جس سے غذا پہنچانا مقصود ہو یہ سب صورتیں پستان سے چوسنے کے حکم میں ہیں جیسے اختلاف اول میں اس کی تفصیل ہو چکی ہے ——— مدتِ رضاعت اصل دو سال ہے لیکن ضرورت اور مجبوری کی صورت میں دو سال کے بعد بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ بلکہ بالغ کی بھی ثابت ہو سکتی ہے جیسے اختلاف سوم کے مذہب سوم میں تفصیل ہو چکی ہے۔

سوال :۔ کیا ختم رضاعت کے بعد اگر عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا دے تو حرام ہوگا۔؟

جواب :۔ ضرورت اور مجبوری میں ختم رضاعت کے بعد بھی رضاعت ثابت ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ابھی تفصیل ہوئی ہے۔

سوال :۔ کیا عورت کا دودھ پینا مطلقاً حرام ہے سوائے رضیع کے؟

جواب :۔ حرام نہیں کہہ سکتے۔ حرمت کی کوئی دلیل نہیں ملی۔

سوال :۔ کیا عورت کے دودھ کو دواءً استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب :۔ جب حرمت کی کوئی دلیل نہیں تو بلاشبہ درست ہے۔

سوال :۔ کیا شوہر کو اپنی بیوی کا دودھ پینا جائز ہے؟

جواب :۔ ابھی گزرا ہے کہ جب حضرت عائشہؓ کسی کو اپنے اوپر داخل کرنا چاہتیں تو اپنی ہمشیرہ ام کلثوم کو اور بھتیجیوں کو امر فرماتیں کہ دودھ پلا دیں اس سے بعض نے یہ سمجھا ہے کہ حضرت عائشہؓ بغیر ضرورت کے بھی رضاعت کبیر کی قائل ہیں اور اسی سے وہ مطلقاً رضاعت کبیر کے قائل ہو گئے ہیں۔ اگرچہ راجح یہی ہے کہ حضرت عائشہؓ کی مراد یہ نہیں بلکہ ضرورت کے وقت ایسا کرتی تھیں اور ابن تیمیہؒ سے بھی یہی ذکر کر چکے ہیں کہ رضاعت کبیر ضرورت کے بغیر ثابت نہیں ہوتی لیکن بظاہر ایک اختلاف کی صورت قائم ہو گئی ہے۔ اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ خاوند اپنی عورت کا دودھ نہ پئے۔ ہاں اگر دوا وغیرہ کے لئے ضرورت ہو تو استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

سوال :۔ کیا شوہر اپنی زوجہ کا دودھ پینے سے اپنی زوجہ پر حرام ہو جائے گا اور وہ اپنی زوجہ کا رضیع ہو جائیگا۔

جواب:۔ حرام نہیں ہوتا نہ اپنی زوجہ کا رضیع بنتا ہے کیونکہ رضاعت کبیر بغیر ضرورت کے ثابت نہیں ہوتی مگر خاوند کو اپنی بیوی کے دودھ سے احتیاط چاہیئے جیسے ابھی نمبرہ میں تفصیل ہوئی ہے۔

سوال:۔ کیا چند قطرے پینے ہی رضاعت ثابت ہوجاتی ہے؟

جواب:۔ چند قطروں سے رضاعت قائم نہیں ہوتی، چنانچہ اختلاف دوم میں تفصیل ہو چکی ہے۔

سوال:۔ اگر مسئلہ نہ جاننے کی صورت میں شوہر اپنی زوجہ کا دودھ پی لے تو وہ گنہگار ہے یا نہیں اور جس حالت میں کہ وہ اپنی زوجہ پر حرام ہوجاتا ہو۔ دوبارہ کیونکر رجوع کرسکتا ہے؟ یا نہیں کرسکتا؟

جواب:۔ گنہگار نہیں ہوتا نہ اپنی زوجہ پر حرام ہوتا ہے اگر حرام ہوجاتا تو رجوع کی کوئی صورت نہ تھی ہاں آئندہ احتیاط چاہیئے۔

سوال:۔ کیا شوہر اپنی زوجہ پر حرام ہونے کی صورت میں زوجہ کا محرم بھی ہوجائے گا؟

جواب:۔ اگر اپنی زوجہ پر حرام ہوجاتا تو ضرور محرم ہوجاتا۔ لیکن حرام نہیں ہوتا چنانچہ اوپر گزرا ہے۔

سوال۔ کیا خون اور گوشت کی مانند عورت کا دودھ حرام ہے یا حرمت میں فرق ہے؟

جواب:۔ نمبر ۳ میں گزرا ہے کہ حرمت کی کوئی دلیل نہیں۔

سوال:۔ کیا دودھ مثل خون پسینہ آنسو کے انسان کے جسم کا جزء ہے؟

جواب:۔ دودھ بے شک جزء ہے بلکہ اعلیٰ قسم کا جزو ہے لیکن جزء ہونے سے حرمت لازم نہیں آتی ورنہ بچے کے لئے کس طرح جائز ہوتا؟ اور سالم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اجازت دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کی زبان چوستے۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب تنزیہ الصوم میں ہے یہ تھوک کس طرح جائز ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرکے جب حضرت عائشہؓ کو دھونے کے لئے دیتے تو حضرت عائشہؓ پہلے بغیر دھوئے مسواک کرلیتی پھر دھوتیں چنانچہ مشکوٰۃ باب السواک میں ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں مسواک داخل کی آپ پر غشی ہوگئی، حضرت عائشہؓ نے اس کو چبا کر نرم کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرائی اور خدا کا شکر کیا کہ آخر وقت خدا نے میری تھوک اور آپ کی تھوک جمع کردی۔ ملاحظہ ہو بخاری مع فتح الباری باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈیا میں اور آٹے میں تھوکا جیسے مشکوٰۃ باب المعجزات میں ہے اور ام سلیمؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

خوشبو میں ملاتیں چنانچہ مشکوٰۃ باب اسماء النبی میں ہے اسی طرح کسی بزرگ سے بچہ کی تحنیک[عہ] کرانی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور مومن کا جوٹھا یہ حلال طیب ہے پس معلوم ہوا کہ انسان کے جزء کو مطلقاً حرام کہنا بڑی غلطی ہے ہاں جو جزء حرام ہے مثلاً خون بالاتفاق حرام ہے کیونکہ حدیث میں ہے رسول اللہؐ نے دو شخصوں کی نسبت جنکو قبر میں سخت عذاب ہو رہا تھا۔ فرمایا۔ اما فلان فانہ کان لا یستبری من البول وفلان او فلانۃ فانہ کان یاکل لحوم الناس (ترغیب منذری) یعنی فلاں کو اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور فلاں کو اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ لوگوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی چغلی کرتا تھا اس باب میں ایک اور حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو عورتوں کے روزہ کا ذکر ہوا تو فرمایا انہوں نے روزہ نہیں رکھا جو سارا دن لوگوں کا گوشت کھاتے اس کا روزہ کیا؟ اس باب میں ایک اور حدیث ہے کہ جو شخص بھائی کا گوشت کھائے قیامت کے دن وہ بھائی میت کی حالت میں اس کے سامنے رکھا جائے گا اور کہا جائے گا جیسے تو نے اس کو زندہ کھایا اب مردہ کھا ——— اس قسم کی احادیث بہت ہیں جن میں چغلی کو لوگوں کا گوشت کھانا کہا ہے اگر گوشت حرام نہ ہوتا تو چغلی کو گوشت خوری نہ کہا جاتا اور قرآن مجید میں بھی کہا ہے۔ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا کیا تم سے کوئی مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے مردہ کا ذکر زیادہ مذمت کے لئے ہے ورنہ زندہ کا بھی وہی حکم ہے کیونکہ حلال جانور کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ اگر زندہ سے کوئی عضو کاٹا جائے۔ تو مردار ہے جب حلال جانور کا یہ حکم ہے تو انسان تو پہلے ہی حرام ہے جیسے اوپر کی احادیث سے ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ مردہ کا ذکر زیادہ مذمت کے لئے ہے نیز اس آیت میں میت کے لفظ میں ذبح کیا ہوا انسان بھی داخل ہے تو جب ذبح کئے ہوئے انسان کا گوشت اصل میں حرام ہے مثلاً خون تو وہ حلال اشیاء کا بھی حرام ہے تو حرام کا بطریق اولیٰ حرام ہوگا۔

سوال :۔ کیا شوہر جبکہ اپنی زوجہ کا دودھ پینے سے زوجہ کا رضیع ہو گیا ہو تو زوجہ سے مقاربت کرتا ہے

عہ تحنیک کہتے ہیں بچہ کے پیدا ہوتے ہی نہلانے دھلانے کے بعد کوئی نیک آدمی کھجور وغیرہ اپنے منہ میں نرم کر کے بچہ کے تالو سے لگا دے تاکہ پہلے اس کے پیٹ میں متبرک غذا جائے اور اس کی صلاحیت کا باعث ہو۔

باوجود مسئلہ جاننے کے توایسی صورت میں دونوں پر حد شرعی کیا ہوگی؟

جواب:۔ اگر رضیع ہوکر عورت کا محرم بن جاتا تو مقاربت کی صورت میں کوئی حد یا تعزیر بھی ماری جاتی۔ لیکن اوپر کے بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ رضاعت کبیر بغیر ضرورت کے ثابت نہیں ہوتی۔

سوال۔ اگر مرد پر عورت دودھ پینے سے حرام ہوجاتی ہے اور مرد کی زندگی کا انحصار دودھ پینے ہی پر ہے اور دوسری کوئی عورت دودھ پلانے کو رضامند نہیں تو ایسی حالت میں وہ اپنی بیوی کا دودھ پی سکتا ہے؟

جواب:۔ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ رضاعت کبیر بغیر ضرورت کے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر خاوند کو عورت کے دودھ کی دوا کیلئے ضرورت ہے تو بے شک استعمال کرے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر خاوند دوسال کے اندر ہے اور عورت بڑی ہے جس کو دودھ اترا ہوا ہے اور وہ اس بچہ سے نکاح کا ارادہ رکھتی ہے تو وہ اس بچہ کو دودھ نہ پلائے اگر پلائے گی تو اس پر حرام ہو جائے گی کیونکہ دوسال کے اندر رضاعت بغیر ضرورت کے بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

عبداللہ امرتسری مقیم روپڑ ضلع انبالہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۰ رمئی ۱۹۳۳ء

نانی کا دودھ پینے والی لڑکی سے نانی کے پوتے کا نکاح جائز ہے؟

سوال:۔ زینب کی والدہ فوت ہوگئی اور وہ اپنی نانی کے پاس چلی گئی اس نے نانی کا دودھ پیا زینب کی نانی کا ایک پوتا ہے زینب کا نکاح اس سے جائز ہے؟

محمد شفیع اشرپوری چک ۲۷۲ سمندری

جواب:۔ پوتے پر زینب حرام ہے کیونکہ زینب پوتے کے لئے رضاعی پھوپھی ہے حدیث میں ہے يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب یعنی رضاعت سے بھی وہ شے حرام ہو جاتی ہے جو نسب سے حرام ہوتی۔ (مشکوۃ)

عبداللہ امرتسری روپڑی

عورت کا خاوند کو پوت کہنا

سوال۔ اگر عورت خاوند کو پوت کہہ دے تو شرع میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر عورت مرد کو پوت کہہ دے تو اس میں مرد پر کوئی جرم نہیں لگتا اگر مرد کہتا تو کفارہ دینا پڑتا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

کیا رضاعت میں ایک چھاتی شرط ہے

سوال۔ تین عورتیں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ فاطمہ۔ گلابی۔ نوردہ۔ ہنبرا کی دو دختریں ہیں اوّل و دوم پیدائش میں ایک لڑکا نمبر ۲ کی ایک دختر نمبر ۳ کے پسر نے نمبرا کی دختر اول سے شیر ملکر پیا۔ یعنی رضاعی بھائی بہن بنے اور نمبر ۳ کی لڑکی کا نمبرا کی دختر دوم سے شیر مل کر رضاعی تعلق ہوا کیا نمبر ۲ کا لڑکا نمبر ۳ کی دختر سے نکاح کر سکتا ہے۔

مفتی فضل عظیم قریشی عثمانی از بھیرہ

جواب۔ بعض بے علموں کا یہ مسئلہ ہے کہ اس دودھ سے حرمت ثابت ہوتی ہے جو ایک چھاتی سے پیا ہو۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ آدم علیہ السّلام کے زمانہ میں ایک بطن کے دو بچے آپس میں بھائی بہن سمجھے جاتے تھے۔ دو بطن کا حکم الگ الگ کا تھا۔ اس لئے نکاح کی یہ صورت تھی کہ ایک بطن کا لڑکا اور دوسرے بطن کی لڑکی کا نکاح آپس میں ہوتا تھا۔ اگر ایک بطن کے ہوتے تو ان کا نکاح نہیں ہوتا تھا۔ اور اسی وجہ سے قابیل کو ہابیل پر حسد آیا۔ اب بعض نے اس کو رضاعت کی طرف منتقل کر دیا ہے حالانکہ اس بارہ میں رضاعت اور ولادت میں کوئی فرق نہیں۔ حدیث میں ہے۔ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا یَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ رواہ البخاری۔ یعنی جو ولادت سے حرام ہوتا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ولادت میں اب ایک بطن میں یا دو بطن میں کوئی فرق نہیں پس رضاعت کا بھی یہی حکم ہونا چاہیئے۔ جب نمبر ۲ کے لڑکے نے اور نمبر ۳ کی لڑکی نے فاطمہ کا دودھ پیا ہے خواہ اول نے دختر اول کے ساتھ پیا ہو اور دوم نے دوم کے ساتھ بہر صورت یہ لڑکا لڑکی فاطمہ کی رضاعی اولاد ہوگئی اب ان کا نکاح آپس میں درست نہیں۔ قرآن مجید سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ۔ یعنی جن ماؤں نے تمہیں دودھ پلایا ہے وہ تم پر حرام ہیں۔ اس آیت کی بناء پر فاطمہ دونوں لڑکی لڑکے کی ماں ہے کیونکہ اس نے دونوں کو دودھ پلایا ہے پس جب یہ دونوں کی ماں ہوگئی تو یہ آپس میں بھائی بہن بن گئے پس کسی صورت ان کا نکاح آپس میں درست نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۸ شعبان ۱۳۵۸ھ

رضاعت کا اعتبار مرد کی طرف سے بھی ہے؟

سوال۔ صورت مسئولہ یہ ہے

۶ زید خاوند

بیوی زینب — بیوی فاطمہ

رضاعی لڑکا — لڑکی

نوٹ :۔ ہر دو بیویوں میں زید کا دودھ پیدا کیا ہوا ہے یہ لڑکی بھی زید کے نطفہ سے ہے۔

۷ کذالک

خاوند

عورت — عورت

نواسی — پوتا

نواسی نے اپنی حقیقی نانی کا دودھ پیا کیا یہ نواسی دوسری عورت کے پوتے کے نکاح میں آسکتی ہے یا کہ حرام۔

جواب:۔ اقول و باللہ التوفیق۔ صورت مسئولہ میں یعنی عورت اگر کسی بچہ کو دودھ پلاسکے تو اس کا حکم رضاعت اسی تک محدود رہتا ہے یا اس عورت کے خاوند کی طرف منتقل ہو جاتا ہے؟ اس مسئلہ میں صحابہ کرام میں اختلاف تھا۔ اور اسی طرح ان کے بعد تابعین اور دوسرے علماء میں بھی اختلاف رہا۔ حافظ ابن حزمؒ فرماتے ہیں۔ وقد روی قوم من السلف هذا لا یحرم شیئاً (محلی ابن حزم جلد ۱۰ صفحہ) اس کے بعد حضرت عائشہؓ کا وہ قول نقل کیا ہے جسے امام مالکؒ نے موطا میں نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ ان لوگوں سے پردہ نہیں کرتی تھی جن کو ان کی بہنوں نے اور بھتیجیوں نے دودھ پلایا تھا۔ اور جن کو ان کی بھاوجوں نے دودھ پلایا تھا۔ ان سے پردہ کرتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ ان لڑکوں کی جنہوں نے حضرت عائشہؓ کی بھاوجوں کا دودھ پیا تھا۔ اپنے آپ کو پھوپھی نہیں سمجھتی تھی۔ کیونکہ عورت کے دودھ پلانے سے اس کا خاوند رضاعی باپ نہیں بن جاتا۔ اسی طرح کا ایک فتویٰ حضرت عمرؓ کے پوتے سالم بن عبداللہ اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے نقل کیا ہے۔ ان لوگوں کی دلیل جو سب سے زیادہ اہم سمجھی جاتی ہے۔ وہ حدیث ہے جو ام سلمہؓ ام المومنین کی بیٹی زینبؓ کی ہے زینب بنت ام سلمہؓ نے اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ جو زبیرؓ کی بیوی تھی اس کا دودھ پیا تھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے بھائی حمزہ بن زبیرؓ کے لئے جو دوسری والدہ کلبیہ میں سے تھا۔ زینب کی بیٹی ام کلثوم کے لئے پیغام نکاح بھیجا زینب نے کہا کیا یہ اس کے لئے حلال ہے عبداللہ بن زبیرؓ نے قاصد کو کہا کہیں یا میری والدہ اسماء سے جو اولاد ہو وہ تو بے شک تمہارے رضاعی بہن۔ بھائی ہو سکتے ہیں لیکن زبیر کی جو اولاد

سے نہیں بلکہ دوسری بیوی سے ہے وہ تمہارے بھائی نہیں اور اگر تمہیں شک ہو تو صحابہ کرام سے فتویٰ پوچھ لو۔ زینب کہتی ہے۔ فَأَرْسَلْتُ فَسَأَلْتُ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مُتَوَافِرُونَ وَأُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالُوا إِنَّ الرَّضَاعَةَ مِنْ قِبَلِ الرِّجَالِ لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَمْ تَزَلْ عِنْدَهُ حَتَّى هَلَكَ یعنی میں نے مسئلہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے موجود تھے اور امہات المومنین بھی کثرت سے موجود تھیں سب نے یہی کہا کہ رضاعت کا حکم مردوں کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ اور مردوں کی طرف سے جو رشتہ دار ہوں وہ حرام نہیں ہوتے اس کے بعد میں نے اپنی بیٹی کا نکاح حمزہ بن زبیرؓ سے کر دیا۔ یہی فتویٰ سعید بن مسیبؒ، عطاء بن یسارؒ، سلیمان بن یسارؒ، ابو سلمہؒ، عبدالرحمن بن عوفؓ، ابراہیمؒ، نخعیؒ، مکحولؒ، شعبیؒ، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے۔ اور اسی طرح سے بہت سے علماء سلف مثلاً سفیان ثوریؒ، اوزاعیؒ، لیث بن سعدؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور ان کے علاوہ اور بہت سے علماء کے نزدیک عورت کے دودھ پلانے سے خاوند کی طرف بھی حکم رضاعت منتقل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی اولاد جو دوسری بیوی سے ہو، حرام ہو جاتی ہے ان کا استدلال حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے ہے۔ جس میں وہ فرماتی ہیں کہ افلح جو ان کے رضاعی باپ ابوالقعیس کا بھائی تھا ان سے ملنے کے لئے آیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ابوالقعیس نے تو دودھ نہیں پلایا۔ مجھے تو اس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ میں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت نہ کر لوں میں افلح کو اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتی جب آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے اس کو اجازت دیدے اس سے معلوم ہوا کہ حکم رضاعت خاوند کی طرف منتقل ہو جاتا ہے یہ حدیث صرف حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اور حضرت عائشہؓ کا عمل اس کے خلاف ہے اس لئے پہلا گروہ اس حدیث کو محل نظر سمجھتا ہے کہ جب اس حدیث کے راوی حضرت عائشہؓ خود اس حدیث پر عمل نہیں کرتی تو کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے اس لئے پہلا گروہ اس سے استدلال صحیح نہیں سمجھتا۔ اس تعارض ادلہ یا فریقین کے قوی دلائل کو دیکھ کر بعض اجلہ تابعین مثلاً مجاہدؒ اور ابن سیرینؒ اس میں توقف فرماتے ہیں میرے نزدیک بہتر تو یہی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے جو حدیث نقل کی ہے اس کو پیش نظر رکھا جائے لیکن اگر کوئی شخص عمل اور اسی طرح دوسری امہات المومنین صحابہ کرام اور عبداللہ بن زبیرؓ کے مذکورہ بالا واقعہ کی بنا پر جائز قرار دے تو اس پر اعتراض نہ کیا جائے واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

محمد داؤد غزنوی خطیب و مفتی جامع اہلحدیث لاہور

لقد وافق المجیب الحق بجواب مجیب ابو عبداللہ احمد چھوٹی زبدۃ الکبار مدرس دارالحدیث مسجد چینیانوالی ۔ ذی الحجہ [illegible]

جواب ۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ حرمت علیکم ...... اخواتکم من الرضاعۃ
سفتی و مفتی دونوں نے طول کلام میں کمال کر دکھایا ہے اور جواب پھر بھی مبہم و غریب ہے سوال صرف اسی قدر ہے کہ مرضیہ کی سوتیلی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟ جواب یہ ہے کہ ہاں جائز ہے دلیل یہ ہے کہ بہنیں چار قسم کی حرام ہیں حقیقی ۔ علاتی ۔ اخیافی ۔ رضاعی مسئول عنہا ان چاروں میں سے کوئی بھی نہیں رضاعی بہن جب ہوتی کہ لڑکے نے لڑکی کی سگی (حقیقی) ماں کا یا لڑکی نے لڑکے کی سگی (حقیقی) ماں کا دودھ پیا ہوتا یا ان دونوں نے کسی تیسری عورت کا دودھ پیا ہوتا ۔ جب یہ سب کچھ نہیں تو وہ رضاعی بھائی بہن نہیں ہیں اور نکاح جائز ہے رضاعت دو بچوں کا منہ ایک سینہ سے لگنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے قرآن کریم میں اخواتکم من الرضاعۃ فرمایا گیا ہے و بنت اباتکم من الرضاعۃ نہیں آیا ہے ۔ فافہم و تدبر ۔ مجیب فاضل نے بلاشبہ معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ سامنے رکھ دیا ہے لیکن استفتاء قرآنی کے بغیر کوئی افادہ مزون نہیں ہوتا ۔ فقط

محمد جعفر پھلواروی خطیب جامع کپورتھلہ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۹ء

اقول وباللہ التوفیق

صورت مذکورہ بالا میں نکاح درست ہے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں محرمات کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ اُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِکُمْ (سورۃ نساء) یعنی جو رشتہ قرآن نے حرام کیا اس کے سوا سب جائز اور حلال ہے صورت مذکورہ محرمات میں ذکر نہیں ہے اس لئے جائز اور حلال ہے رضاعت کا وہ رشتہ حرام ہے جس میں دو بچوں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہو ۔ اور صورت مذکورہ بالا میں دونوں نے جدا جدا دو عورتوں کا دودھ پیا ہے اس لئے رضاعت ثابت نہیں ہوئی اور نکاح جائز ہے ۔

ھذا ما علمنی ربی و علمہ اتم و اکمل فقط محمد علی عفی اللہ عنہ جالندھری نائب مہتمم مدرسہ خیر المدارس جالندھر

سوال ۔ زید کی دو بیویاں ہیں ہر دو میں سے ایک کا رضاعی بیٹا دوسری بیوی زید کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا کہ اس پر حرام ہے ۔

جواب ۔ صورت مسئولہ میں اس لڑکے رضاعی پر دوسری عورت کی لڑکی حرام ہے قرآن مجید میں فقط آتا ہے واخواتکم من الرضاعۃ اور بحکم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ قانون نافذ ہے ۔

و عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من الولادۃ رواہ البخاری و عنہا قالت جاء عمی من الرضاعۃ فاستاذن علی فابیت ان

اذن لہ حتیٰ اسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألتہ فقال انہ عمک فاذنی لہ قالت فقلت لہ یارسول اللہ انما ارضعتنی المرأۃ ولم یرضعنی الرجل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیلج علیک وذالک بعد ما ضرب علینا الحجاب (متفق علیہ)

پہلی حدیث کی رو سے اس عورت کی لڑکی حرام تھی۔ گر اس عورت کا رضاعی لڑکا ہے تو اس پر بھی اسی طرح حرام ہے اور دوسری حدیث کی رو سے بھتیجی ولادت سے جب حرام ہے تو بھتیجی رضاعی بھی حرام ہے اور حرام ابدیہ ہے۔ ھذا ما عندی من الکتاب والسنۃ ومن خالف فعلیہ البینۃ عبداللہ ابوالخیر از بنی پور

مجیب کا جواب قرآن وحدیث کے حکم سے صحیح ہے۔ تاج الدین بعلم خود

محاکمہ بین الفریقین اجمالاً از محدث روپڑی

شروع میں دو سوال کئے گئے ہیں مگر دوسرا سوال پہلے سے الگ نہیں کیونکہ بنت البنت نے حبیب ثانی کا دودھ پی لیا۔ تو وہ ثانی کی رضاعی لڑکی ہوگئی ہیں یہ پہلا سوال بن گیا۔ پہلے سوال کے متعلق پہلے کچھ اجمالاً سُن لیں اس کے بعد تفصیل ہوگی انشاء اللہ

مغنی میں ہے ابن عباس رضی سے سوال ہوا کہ ایک شخص کی دو لونڈیاں ہیں ایک لونڈی نے ایک لڑکی کو دودھ پلایا اور دوسری نے لڑکے کو تو ان کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کیونکہ دودھ ایک شخص کا ہے ترمذی نے کہا ہے لبن الفحل مرد کی طرف سے دودھ کے اعتبار کرنے کا یہی مطلب ہے اور جو لبن الفحل کی تحریم کے قائل ہیں ان سے حضرت علی رض ابن عباس رض ہیں۔ نیز عطاء رح۔ طاؤس رح۔ مجاہد رح۔ حسن رح۔ شعبی رح۔ قاسم رح۔ عروہ رح۔ مالک رح ثوری رح۔ اوزاعی رح۔ شافعی رح۔ اسحٰق رح۔ ابوعبید رح۔ ابوثور رح۔ ابن المنذر رح اصحاب الرائے (حنفیہ) ابن عبدالبر کہتے ہیں شہروں کے فقہاء حجاز، عراق شام تک اسی تحریم کی طرف گئے ہیں۔ اور جماعت اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے اور سعید رح بن مسیب ابوسلمہ رح بن عبدالرحمٰن سلیمان بن یسار۔ عطاء رح بن یسار نخعی رح ابوقلابہ رح یہ سب جواز کے قائل ہیں اور عبداللہ بن زبیر رض اور ایک جماعت صحابہ رض سے بھی یہی مروی ہے جن کے نام نہیں لئے گئے دلیل ان کی یہ ہے کہ "دودھ عورت سے ہے نہ کہ مرد سے" اس کے بعد مغنی میں حضرت عائشہ رض کے چچے ابوقعیس والی حدیث ذکر کرکے لکھا ہے۔

یعنی یہ حدیث ابو قیس محل نزاع میں فیصلہ کن ہے پس اس کے خلاف پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ رہی زینب کی روایت تو وہ بھی تحریم کی دلیل ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زبیرؓ زینب کو اپنی بیٹی سمجھتے تھے۔ اور وہ ان کو اپنا والد سمجھتی تھی اور ظاہر یہی ہے کہ یہ شے ان کے ہاں مشہور تھی اور زبیرؓ کا قول اور ان کے بیٹے کے قول سے اور صحابہ رضؓ غیر معلوم کے قول سے اولیٰ ہے ؟

محاکمہ بین الفریقین تفصیلاً

فریق اول سے مولانا محمد جعفر پھلواری کا فتوےٰ دو دلیلوں پر مشتمل ہے جو نہایت کمزور ہیں اول رضاعت کی تعریف کی ہے کہ "دو بچوں کا منہ ایک سینہ سے لگا" یہ تعریف آج تک کسی نے نہیں کی بلکہ یہ واقعہ کے خلاف ہے مثلاً ایک بچہ نے اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا اس کی ماں اس کے پیدا ہوتے ہی مر گئی یا یہ پیدا ہوتے ہی کسی دایہ کے حوالہ کر دیا گیا۔ اگر اس کی ماں کا کسی بچہ نے پہلے یا پیچھے دودھ پیا ہو تو ان دونوں بچوں میں رضاعت ثابت ہو جائے گی حالانکہ پہلے بچہ کا منہ اپنی ماں کے سینہ سے نہیں لگا۔ اسی طرح ایک بچہ کو ایک عورت نے دودھ پلایا۔ دوسرے کو اس کی لڑکی نے دودھ پلایا اس قسم کے فروعات میں رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ حالانکہ تعریف مذکور ان کو شامل نہیں۔

دوسری دلیل یہ دی ہے کہ خدا نے اخواتکم من الرضاعۃ فرمایا وبنت اباءکم من الرضاعۃ نہیں فرمایا۔ اس پر کہنے والا کہہ سکتا ہے وبنت امہاتکم من الرضاعۃ بھی تو نہیں فرمایا بلکہ عام فرمایا۔ واخواتکم من الرضاعۃ کا مضمون آ گیا جس کو حضرت عائشہ روایت کر رہی ہیں۔ تو پھر کیا اعتراض ؟ رہا مولانا داؤد صاحب کا اعتراض کہ حضرت عائشہ رضؓ کا عمل اس کے خلاف ہے تو یہ اصول سے ناواقفی کی وجہ سے ہے امام شوکانی رحؒ لکھتے ہیں۔

واما عمل عائشۃ بخلاف ما روت فالحجۃ روایتہا لا رایہا وقد تقرر فی الاصول ان مخالفۃ الصحابی لما رواہ لا تقدح فی الروایۃ وقد صح عن علی القول بثبوت حکم الرضاع للرجل وثبت ایضا عن ابن عباس کما فی البخاری (نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۲۵۰)

یعنی حضرت عائشہ رضؓ کا عمل اپنی حدیث کے خلاف معتبر نہیں کیونکہ حجت حدیث ہے۔ نہ کہ ان کی رائے اور اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ صحابی کی مخالفت اپنی روایت سے یہ روایت کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتی۔ اور حضرت علی رضؓ سے یہ بات صحت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ رضاع کا حکم مرد کو بھی شامل ہے اور ابن عباس رضؓ سے بھی یہ بات ثابت ہے جیسے

بخاری میں ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب حضرت عائشہ رضؓ کے عمل کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ بطور احتیاط تھا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حرمت ثابت نہ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت سودہ رضؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائی ابن زمعہ سے بطور احتیاط پردہ کا حکم دیا تھا کیونکہ اس کی نسبت میں کچھ شبہ آگیا تھا حالانکہ بھائی سے نکاح جائز نہیں ٹھیک اسی طرح حضرت عائشہ رضؓ نے بطور احتیاط پردہ کیا۔ کیونکہ انہوں نے خیال کیا کہ اگرچہ دودھ میں مرد کا دخل ہے لیکن دور کا تعلق ہے اس لئے پردہ میں احتیاط کرنا کوئی حرج نہیں۔

شاہ ولی اللہ رحؒ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

میں کہتا ہوں حضرت عائشہ رضؓ جن کو چاہتیں جن سے دودھ پلایا ان سے اس لئے پردہ کرتیں کہ مرد حمل کا سبب ہے اور حمل دودھ کا سبب ہے اور دودھ بچہ کے بدن کی جزو بنتا ہے پس یہ سبب بہت دور ہے تو گویا یہ حضرت عائشہ رضؓ کا زیادہ احتیاط تھا شرع کے حکم سے نہ تھا۔ خاص کر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے چچا کی نسبت مسئلہ دریافت کر چکی تھیں اور آپ نے اجازت دیدی تھی تو پھر شرعی حکم سے پردہ کس طرح کر سکتی تھیں اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے سودہ رضؓ کو آپ نے فرمایا کہ ابن زمعہ کو جو زمعہ کی لونڈی سے ہے اذن نہ دے کیونکہ اس کی نسبت میں شبہ ہو گیا تھا جیسے یہ اذن نہ دینا احتیاط تھا حالانکہ شرعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سودہ کا بھائی بنا دیا تھا ایسے ہی حضرت عائشہ رضؓ کا پردہ تھا اور اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ رضاعی چچا کو اذن دینا جائز ہے ضروری نہیں اگر اذن نہ دے تو کوئی گناہ نہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ پردہ میں احتیاط کرنا حرمت کے منافی نہیں جیسے سودہ رضؓ کا نکاح ابن زمعہ سے بوجہ بھائی ہونے کے حرام تھا اور باوجود اس کے احتیاطاً پردہ کرتی تھیں۔ غرض نکاح حرام ہونا الگ شے ہے اور پردہ میں احتیاط الگ شے ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے ان مردوں کا ذکر کیا ہے جن سے عورت کو پردہ نہیں۔ مگر ماموں اور چچا کا ذکر نہیں کیا اس لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ چچا اور ماموں سے پردہ میں احتیاط کرنا چاہیئے۔ حالانکہ چچا اور ماموں سے نکاح قطعاً درست نہیں اور حضرت عائشہ رضؓ تو کسی اور معاملات میں بھی احتیاط کیا کرتی تھیں۔ اگر پردہ میں احتیاط کیا تو یہ کوئی نئی بات نہیں سفر میں بالاتفاق دوگانہ کی رخصت ہے مگر حضرت عائشہ رضؓ احتیاطاً سفر میں پوری پڑھتی تھیں تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ دوگانہ کی قائل نہ تھیں؟ ٹھیک اسی طرح پردہ کے معاملہ کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وہ بھی احتیاط تھا۔

رہی وجہ احتیاط سو ایک تو شاہ ولی اللہ صاحب نے بیان کی ہے اگرچہ وہ بھی درست ہے مگر میرے نزدیک ایک اور وجہ بھی ہے جو اس سے معقول تر ہے وہ یہ کہ اگرچہ دودھ میں مرد کا دخل ہے لیکن کبھی بغیر دخل مرد کے بھی دودھ اتر آتا ہے۔ اس بناء پر حضرت عائشہؓ پردہ میں احتیاط کرتی تھیں کیونکہ شبہ تھا کہ شاید مرد کے دخل بغیر ہو اس بنا پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ احتمال ہے۔ حضرت عائشہؓ صرف انہی سے پردہ کرتی ہوں جن کو عورتوں نے اس قسم کا دودھ پلایا ہے یا جن کے متعلق پتہ نہ ہو کہ انہوں نے کس قسم کا دودھ پیا ہے غرض حضرت عائشہؓ کے عمل میں اس قسم کے کئی احتمال ہیں۔ ایسی محتمل شے سے حدیث کا خلاف بالکل جائز نہیں اور یہی وجہ ہے کہ اصول میں یہ بات طے ہو چکی ہے۔ وقائع الاعیان لا یحتج بھا علی العموم (نیل الاوطار) یعنی خاص واقعات سے عام استدلال صحیح نہیں۔ جیسے حضرت عائشہؓ کے عمل کا یہ واقعہ ہے کیونکہ اس قسم کے واقعات میں کئی احتمالات ہوتے ہیں۔ اور قاعدہ مشہور ہے۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ——— خلاصہ یہ کہ سوال کی صورت میں حضرت عائشہؓ کی حدیث پر عمل ہونا چاہیئے جنہوں نے حضرت عائشہؓ کے عمل کو دیکھ کر حدیث کے خلاف فتویٰ دیا ہے ان کو اپنا فتویٰ واپس لینا چاہیئے۔ کیونکہ حدیث کے خلاف ایسے فتووں کا کوئی اعتبار نہیں خاص کر اہلحدیث ہو کر جن کا دعویٰ ہے کہ دَعْ کُلَّ قَوْلٍ عِنْدَ قَوْلِ مُحَمَّدٍ واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ

پھوپھی زاد بہن کی لڑکی سے نکاح

سوال ۔ زید اور عمرو دونوں بھائی ہیں بعدہ زید کا بیٹا بکر ہوا پھر بکر سے دختر ہندہ ہے۔ ادھر عمرو سے بیٹا محمد ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ہندہ بنت بکر کا نکاح محمد بن عمرو سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب ۔ صورت مذکورہ میں نکاح جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ یعنی محرمات مذکورہ کے سوا تمہارے لئے حلال ہیں اور محرمات مذکورہ میں صورت مذکورہ شامل نہیں پس وہ بھی حلال ہوگی۔

عبداللہ امرتسری مدیر تنظیم روپڑ انبالہ ۸ محرم ۱۳۶۰ھ